Pathway to Ilm |

# ماہانہ آرٹیکل

ربیع الثاني 1447 / اکتوبر2025 | شمارہ: 17

# اسلام میں سر ڈھانپنے کی سنت:
# اس کا مفہوم، فضیلت اور نماز میں مقام

**نحمده ونصلي على رسوله الكريم**

ایک مؤمن کا ظاہر اُس کے باطن کا آئینہ ہوتا ہے۔ جیسے انسان کے اعمال اور گفتگو اُس کے ایمان کی جھلک دکھاتے ہیں، ویسے ہی اُس کا لباس اور انداز بھی اُس کی دینی شناخت بیان کرتے ہیں۔ انہی خوبصورت سنتوں میں سے ایک سنتِ نبوی ﷺ — سر ڈھانپنا — ہے۔ یہ ایک سادہ مگر باوقار عمل ہے، جو گہری روحانی معنویت رکھتا ہے اور آج تک اہلِ ایمان کی پہچان ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ کی زندگی میں سر ڈھانپنا ہمیشہ کا معمول رہا۔ آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابہؓ اور تابعینؒ نے بھی اس سنت کو محبت اور احترام کے ساتھ اپنایا۔ ان کے نزدیک یہ بات کافی تھی کہ کوئی عمل سنتِ رسول ﷺ ہے — بس اُسے اختیار کر لینا ایمان کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ سر ڈھانپنا کبھی محض ثقافتی عادت نہیں رہا، بلکہ یہ ادب، انکسار اور عبادت کا اظہار ہے، خاص طور پر نماز کے وقت جب بندہ اپنے ربّ کے حضور کھڑا ہوتا ہے۔

یہ مضمون اسی عظیم سنت کی اہمیت بیان کرتا ہے — کہ یہ عمل آج بھی ہمارے ایمان، عبادت اور روزمرہ زندگی کا حسین اظہار ہے۔

افسوس کہ آج کے زمانے میں کچھ لوگ سر ڈھانپنے کو صرف ایک ثقافتی روایت سمجھ کر نظرانداز کرنے لگے ہیں، حالانکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہؓ ہمیشہ سر ڈھانپ کر رہتے تھے۔ علمائے کرام نے ہر دور میں اس سنت کی فضیلت پر زور دیا ہے۔ دراصل، سر ڈھانپنا محض لباس کی بات نہیں بلکہ یہ احترام، عاجزی اور رسولِ اکرم ﷺ سے محبت و پیروی کا مظہر ہے۔

## ٹوپی کیا ہے؟

لفظ "ٹوپی" اردو میں عام طور پر استعمال ہوتا ہے، جب کہ اس کا عربی متبادل "قَلَنْسُوَة" (قلنسوہ) ہے، جس کا احادیثِ مبارکہ اور قدیم اسلامی متون میں بکثرت ذکر ہوا ہے۔

ٹوپی دراصل سر ڈھانپنے کا ایک سادہ سا لباس ہے، جو عموماً کپڑے یا چمڑے سے تیار کی جاتی ہے۔ یہ سفید، سیاہ یا کسی بھی دوسرے رنگ میں ہوسکتی ہے۔ بعض اوقات اس میں اندرونی اور بیرونی استر ہوتا ہے، کبھی صرف ایک ہی پرت، اور بعض ٹوپیوں میں کانوں کو ڈھانپنے کے لیے پٹیاں بھی ہوتی ہیں۔ کئی مواقع پر اس کے اوپر عمامہ (پگڑی) بھی باندھی جاتی ہے۔

اگرچہ طرز، بناوٹ اور رنگ مختلف ہوسکتے ہیں، مگر اس کا مقصد ہمیشہ ایک ہی رہا ہے — وقار اور احترام کے ساتھ سر کو ڈھانپنا، خصوصاً عبادت کے دوران۔

اس مضمون میں جہاں کہیں "سر ڈھانپنے" یا "ٹوپی" کا ذکر ہوگا، اس سے مراد وہی لباس سر یعنی ٹوپی یا کسی بھی قسم کا سر ڈھانپنے والا کپڑا ہوگا۔

## سر ڈھانپنے کی ایک مختصر تاریخ

اگرچہ تاریخ دانوں نے سر ڈھانپنے کے آغاز کے بارے میں تفصیلی معلومات محفوظ نہیں کیں، مگر یہ بات واضح ہے کہ سر ڈھانپنے کا رواج انسانی تاریخ کے ابتدائی ادوار سے چلا آرہا ہے۔

علامہ ابن جعفر الکتانیؒ فرماتے ہیں کہ ہم اس عمل کی قدامت کا اندازہ اس روایت سے لگا سکتے ہیں جو امام ترمذیؒ نے نقل کی، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ٹوپی کا ذکر ملتا ہے۔

امام عزیزیؒ لکھتے ہیں کہ ابتدائے نبوت ہی سے عربوں میں سر ڈھانپنا عام تھا۔ اسی طرح امام بیہقیؒ نے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے سر ڈھانپنے والے حضرت شیث علیہ السلام تھے، جو حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند تھے۔

مشہور محدث اور فقیہ شیخ ابو بکر بن عربیؒ نے اپنی معروف شرحِ ترمذی "عارضۃ الاحوذی" (جلد ۷، صفحہ ۲۴۲) میں لکھا ہے کہ سر ڈھانپنا انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاءِ صالحین کے لباس کا حصہ رہا ہے — یعنی یہ ان حضرات کا خاص شعار تھا جو اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہ پر گامزن تھے۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں سر ڈھانپنے کے انداز بدلتے رہے، یہاں تک کہ عہدِ رسالت ﷺ میں بھی اس کی مختلف شکلیں رائج تھیں۔ اُن میں سے ایک "بُرنُس" (burnus) نامی لباس تھا، جو ایک قسم کی ٹوپی دار چادر تھی۔ یہ اسلام سے پہلے عیسائی راہبوں میں بھی معروف تھی۔

امام مالکؒ کا کہنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ٹوپی پہننا معمول تھا — بلکہ امکان ہے کہ یہ رواج اس سے بھی پہلے موجود رہا ہو۔ حافظ جلال الدین سیوطیؒ کے مطابق سب سے پہلے نمایاں اونچی ٹوپی پہننے والے ہشام بن عبد الملک (105 تا 125 ہجری) تھے، جو بنو امیہ کے خلیفہ تھے۔

بعد میں خلیفہ منصور (تقریباً 153 ہجری) کے دور میں لوگوں کو لمبی سیاہ ٹوپیاں پہننے کا حکم دیا گیا، جو بعض اوقات چالیس سینٹی میٹر تک اونچی ہوتیں اور اندر بانس کے سہارے سے سیدھی رکھی جاتیں۔

## سر ڈھانپنے کی اہمیت

سر ڈھانپنا ہمیشہ سے رسولِ اکرم ﷺ، صحابہ کرامؓ اور بعد کے ادوار میں آنے والے مسلمانوں کے لباس کا بنیادی حصہ رہا ہے۔ جلیل القدر علماء جیسے امام ابن القیمؒ، امام سیوطیؒ، ابن الحاجؒ، البارزیؒ اور محب الطبریؒ نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ عموماً عمامہ (پگڑی) کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے، اور کبھی صرف عمامہ یا صرف ٹوپی بھی استعمال فرماتے تھے۔

علامہ طیبیؒ نے اپنی مشہور شرح مشکاۃ المصابیح میں لکھا ہے کہ صرف ٹوپی پہننا بھی سنت ہے، خواہ اس کے اوپر عمامہ نہ ہو — اور یہ عمل بہت سے اہلِ علم و تقویٰ کے معمول میں تھا۔

شیخ ابو بکر بن عربیؒ مزید وضاحت کرتے ہیں کہ سر ڈھانپنا انبیاءِ علیہم السلام اور صالحین کے لباس کا حصہ رہا ہے۔ یہ نہ صرف ادب اور وقار کا مظہر تھا بلکہ عمامے کو سہارا دینے اور سر کی حفاظت کا ذریعہ بھی تھا۔ سب سے بڑھ کر، یہ عمل سنتِ نبوی ﷺ ہے۔

سلیمان بن ابی عبد اللہؒ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بزرگ مہاجر صحابہؓ کو دیکھا کہ وہ اپنی ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے تھے۔

ہمارے سلفِ صالحین (یعنی صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد آنے والے بزرگانِ دین) کے نزدیک سر ڈھانپنا اتنی اہم سنت تھی کہ وہ ہمیشہ عمامہ یا ٹوپی پہنے رہتے۔ نبی کریم ﷺ، صحابہؓ اور تابعینؒ کے عماموں کے بارے میں جو بے شمار روایات منقول ہیں، وہ اس حقیقت کی واضح شہادت ہیں کہ سر ڈھانپنا اہلِ ایمان کا شعار اور سنتِ مصطفیٰ ﷺ کی روشن علامت ہے۔

## نبی کریم ﷺ کی ٹوپی اور عمامے سے متعلق روایات

سر ڈھانپنے اور عمامہ پہننے کے بارے میں بیشمار روایات منقول ہیں جو واضح کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے روزمرہ معمولات میں ٹوپی یا عمامہ پہننا شامل تھا، اور بعض روایات میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ آپ ﷺ نماز کے دوران بھی سر ڈھانپ کر نماز ادا فرماتے تھے۔

مولانا حسین قدوڈیا اپنی کتاب "The Crown of a Believer" میں لکھتے ہیں کہ ٹوپی یا عمامے سے متعلق روایات کی مجموعی تعداد 250 سے زائد ہے۔ ذیل میں چند مشہور روایات اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں:

1۔ رَوَى أَبُو يَعْلَى وَأَبُو الشَّيْخ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ قَلَنْسُوَةً بَيْضَاءَ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی (قلنسوہ) پہنا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد، امام ہیثمیؒ، جلد 5، صفحہ 124)

2۔ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكْثِرُ دَهْنَ رَأْسِهِ وَتَسْرِيحَ لِحْيَتِهِ وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَأَنَّ ثَوْبَهُ ثَوْبُ زَيَّاتٍ

نبی کریم ﷺ اکثر اپنے سر پر تیل لگاتے، داڑھی میں کنگھی کرتے اور سر پر کپڑا (قناع) اوڑھتے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا لباس ایسا لگتا جیسے زیتون کے تیل بیچنے والے کا ہو۔ (مشکاۃ المصابیح، حدیث 4445)

3۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔ رضی اللہ عنہما۔ قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحِجْرِ قَالَ: "لاَ تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِلاَّ أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَازَ الْوَادِيَ"

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ حجرِ ثمود کے پاس سے گزرے تو فرمایا: "ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہونا جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، مگر اس حال میں کہ تم رو رہے ہو، کہیں تم پر بھی وہی عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر ڈھانپا اور تیزی سے وادی عبور کرلی"۔ (صحیح بخاری، حدیث 4419)

4۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کہ فتحِ مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ (صحیح مسلم، حدیث 1358)

اسی طرح امام نسائیؒ نے بھی ایک روایت نقل کی ہے کہ جعفر بن عمرو بن حریثؓ نے اپنے والد سے بیان کیا: "میں نے نبی ﷺ کو سیاہ عمامہ پہنے ہوئے دیکھا۔" (سنن نسائی، حدیث 5343)

5۔ امام طبرانیؒ اور امام سیوطیؒ دونوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

امام طبرانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، جبکہ امام سیوطیؒ نے اپنی کتاب سراج المنیر (جلد 4، صفحہ 112) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ان روایات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ سر ڈھانپنا صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد آنے والے تابعینؒ کا مستقل معمول تھا۔

تاریخی شواہد اور روایات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہے کہ ٹوپی اور عمامہ پہننا امتِ مسلمہ کی نسل در نسل جاری رہنے والی سنت ہے۔ ان بزرگ ہستیوں میں جو سر ڈھانپنے کی سنت پر عمل کے لیے مشہور تھے، ان میں شامل ہیں: حضرت حسن بصریؒ، امام مالکؒ، ابو کبشہؓ، عبداللہ بن ابی بکرؒ، وائل بن حجرؓ، فضل بن عاصمؒ، ابراہیم نخعیؒ، اور محمود بن لبیدؒ۔

تاریخ گواہ ہے کہ سر ڈھانپنا ہمیشہ اہلِ ایمان کی پہچان رہا ہے - وقار، عبادت اور سنتِ نبوی ﷺ کی پاسداری کی علامت ہے۔

## نماز میں سر ڈھانکنے کی سنت

فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ مرد کے لیے نماز کے دوران عمامہ، ٹوپی یا اس جیسی کسی چیز سے سر ڈھانکنا مستحب (پسندیدہ عمل) ہے، کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ اکثر اوقات انہی حالتوں میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ اپنے خادم نافع کو ننگے سر نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: "مجھے بتاؤ، اگر تم لوگوں کے درمیان جاؤ تو کیا اسی طرح جاؤ گے"؟ انہوں نے عرض کیا: "نہیں"۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: "پھر یاد رکھو، اللہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ بندہ اس کے حضور زینت اختیار کرے"۔

زینت اختیار کرنے کا یہی حکم قرآنِ کریم میں بھی آیا ہے: "اے آدم کے بیٹو! ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو"۔ (الاعراف: 31)

جب سر ڈھانکنا عربوں کا تاج اور فخر تھا، تو بھلا یہ زینت کیسے نہ ہو؟ یہ ایک ایسی سنت ہے جو رسولِ اکرم ﷺ نے ہمیشہ قائم رکھی - سفر میں ہوں یا قیام میں، خطبے میں ہوں یا نماز میں - ہر موقع پر آپ ﷺ نے خود کو اس سے آراستہ فرمایا۔ جو مسلمان اس سنت پر عمل کرتا ہے، وہ یقیناً اجر کا مستحق ہوتا ہے۔

فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص سستی یا بے رغبتی کے باعث سر ننگا رکھ کر نماز پڑھتا ہے، تو یہ مکروہِ تنزیہی (ناپسندیدہ اور خلافِ وقار) عمل ہے۔ الفقہ الاسلامی میں "مکروہاتِ نماز" کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

"سستی یا لاپرواہی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور یہ کراہت بالاتفاق تنزیہی ہے"۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد 1، ص 783)

پاکستان کے سابق مفتیِ اعظم حضرت مولانا محمد شفیعؒ اس کی مزید وضاحت فرماتے ہیں:

"نماز میں صرف ستر ڈھانکنا کافی نہیں، بلکہ وقار اور زینت کے ساتھ اللہ کے حضور حاضر ہونا بھی مطلوب ہے۔ مرد اگر ننگے سر، یا کہنیوں اور شانوں کو کھول کر نماز پڑھے - خواہ آستینیں موڑی ہوں یا لباس چھوٹا ہو - تو یہ مکروہ ہے۔ اسی طرح ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے جنہیں پہن کر آدمی دوستوں کے سامنے جانے یا باہر نکلنے میں شرم محسوس کرے۔ جب ایسے لباس میں لوگوں سے ملنا مناسب نہیں، تو اللہ کے دربار میں اس حال میں کھڑا ہونا کیسے مناسب ہو سکتا ہے"؟ (معارف القرآن، جلد 3، ص 44)

شیخ البانیؒ فرماتے ہیں: "میری رائے میں ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ ثابت ہے کہ نماز کے لیے مکمل اسلامی حلیے میں حاضر ہونا مستحب ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا: اللہ زیادہ حق دار ہے کہ بندہ اس کے حضور زینت اختیار کرے"۔ (بیہقی و طبرانی کی روایت)

انہوں نے ان لوگوں کی بھی تردید کی جو ننگے سر نماز پڑھنے کو حالتِ احرام سے تشبیہ دیتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ قیاس باطل ہے، کیونکہ احرام میں سر کھولنا ایک خاص شرعی حکم ہے۔ اگر یہ قیاس درست ہوتا، تو پھر احرام کی دیگر تمام پابندیاں بھی روزمرہ زندگی میں لازم ہوتیں، جو کہ ظاہر ہے ناممکن بات ہے۔

قدیم علماء و ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ نماز کے وقت سر ڈھانکنا نہایت اہم ہے۔

- فقہِ حنفی کے مطابق نماز میں سر ڈھانکنا یا عمامہ باندھنا مستحب ہے، اور سستی یا لاپروائی سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔
- فقہاءِ مالکیہ فرماتے ہیں کہ عمامہ باندھنا ہمیشہ اہلِ تقویٰ کا معمول رہا۔
- فقہاءِ شافعیہ کے نزدیک عمامہ اور قمیص (ثوب) کے ساتھ نماز پڑھنا مستحب ہے۔
- فقہاءِ حنابلہ بھی نماز میں عمامہ، قمیص اور شلوار (سروال) پہننے کو پسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

امام ابن الجوزیؒ نے لکھا کہ ننگے سر نماز پڑھنا آداب اور وقار کے خلاف ہے۔ افسوس کہ آج کے دور میں ننگے سر نماز پڑھنے کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے، اور اسے "فیشن" یا "سادگی" کے نام پر جائز سمجھ لیا گیا ہے۔ مگر یہ طرزِ عمل دراصل غیر مسلموں، بالخصوص عیسائیوں کی مشابہت ہے جو عبادت کے وقت ٹوپیاں اتار کر اظہارِ ادب کرتے ہیں۔ اسلام اس کے برعکس، اللہ کے حضور سر ڈھانکنے کو ادب و احترام کی علامت قرار دیتا ہے۔ لہٰذا بلا عذر ننگے سر نماز پڑھنا محض ایک سنت کا ترک نہیں، بلکہ اسلامی آداب سے انحراف، قرآنی رہنمائی کے خلاف طرزِ عمل، اور غیر اسلامی رسوم کی مشابہت ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ اور آپ کے برگزیدہ صحابہؓ کے ظاہری اعمال کی پیروی محض ظاہری مشابہت نہیں، بلکہ عشق، ادب اور اطاعت کا مظہر ہے۔ آپ ﷺ کے ظاہر سے متعلق تمام سنتیں - چاہے لباس کا انداز ہو، چال ڈھال ہو یا عبادت کا طریقہ - محض رسم نہیں تھیں، بلکہ عاجزی، وقار اور اللہ تعالیٰ کے حضور گہری بندگی کا مظہر تھیں۔ ان سنتوں کو اپنانا ایک مؤمن کے باطن میں اسی روحِ نبوی کو زندہ کرتا ہے اور اسے رسولِ کریم ﷺ سے قلبی و روحانی تعلق میں مضبوط بناتا ہے۔

انھی ظاہری سنتوں میں ایک بظاہر سادہ، مگر حقیقت میں نہایت پر معنی سنت نماز کے وقت سر ڈھانکنے کی ہے۔ تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز تو ادا ہو جاتی ہے، لیکن اگر ایسا سستی یا غفلت سے کیا جائے تو یہ عمل مکروہ (ناپسندیدہ) قرار پاتا ہے۔ اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ ہو، وہ یقیناً عمل کے اجر و ثواب میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

نماز ایمان کے بعد سب سے اہم رکنِ اسلام ہے—بندے اور خالق کے درمیان روزانہ کا روحانی مکالمہ۔ تو آخر کیوں ہم ایک سنت کے ترک کے سبب اس عظیم عبادت کے پورے اجر سے محروم ہونے کا خطرہ مول لیں؟ حقیقت یہ ہے کہ نماز محض ایک فرض کی ادائیگی نہیں، بلکہ یہ اللہ کے حضور انتہائی ادب و وقار سے کھڑا ہونے کا نام ہے۔ اگر ہم کسی بادشاہ سے ملاقات یا کسی اہم مجلس میں بغیر مناسب لباس کے نہ جائیں، تو پھر ربّ العالمین کے دربار میں ایسی حالت میں حاضر ہونا کیسے مناسب ہو سکتا ہے جسے بزرگانِ دین نے خلافِ ادب قرار دیا ہو؟

سر ڈھانکنا بظاہر معمولی سا عمل ہے، مگر اس کے اندر احترام، انکسار، سنتِ نبوی کی پیروی، اور اسلامی شناخت کی حفاظت کے کئی رنگ پوشیدہ ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا عمل ہے جو ہماری نماز کو محض فرض کی ادائیگی سے اٹھا کر ایک کامل، پُر تاثیر اور روح پرور عبادت میں بدل دیتا ہے۔

**ماخذ:**

الفقہ الاسلامی وادلتہ، ڈاکٹر وہبہ الزحیلی - معارف القرآن، مفتی محمد شفیعؒ - عارضۃ الاحوذی، ابن عربیؒ - The Crown of a Believer مولانا حسین کدودیہ

**تحریر: مولانا سید ریحان حیدر**

مرتبین: ڈاکٹر شبیر احمد، مفتی عبد الوہاب حسن